بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵ ۳ ۸

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم دوشنبہ

جلد ۳۳ | ۸ ماہ صلح ۱۳۲۴ ھش | ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ | ۸ جنوری ۱۹۴۵ء | نمبر ۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۷ ماہ صلح - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۷ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے - کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے پاؤں میں نقرس کا درد ہے - احباب دعائے صحت فرمائیں

حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی طبیعت گزشتہ شب سے زیادہ ناساز ہے - احباب صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں

آج بعد نماز عصر مکرم مولوی ابو العطاء صاحب کی لڑکی عزیزہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اور ہمشیرہ عزیزہ سارہ بیگم صاحبہ کا رخصتانہ ہوا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی اور دعا کی - خدا تعالیٰ مبارک کرے -

افسوس میاں کرم الدین صاحب ساکنہ لودھی ننگل حال دار الیسر کل رات بعمر ۶۴ سال وفات پا گئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - بعد نماز ظہر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی - اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا - احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں -

---

۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۵ مئی ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

مرتبہ - مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر زبانوں میں کیوں الہامات نہیں ہوئے

فرمایا:-

ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف ع ۲۰) تو لوگوں سے کہہ دے - میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں - مگر باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا کی طرف آئے - آپ کو غیر زبانوں میں الہامات نہیں ہوئے - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو آپ کے غلام ہیں - غیر زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں - اس کی کیا وجہ ہے - گویا جو وجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی بتائی جاتی ہے وہی وجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی موجود ہے - کہا جاتا ہے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چونکہ ساری دنیا میں تبلیغ کرنی تھی - اس لئے آپ کو نشان کے طور پر غیر زبانوں میں بھی الہامات ہوئے - لیکن یہی بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی پائی جاتی ہے - پھر آپ کو کیوں غیر زبان میں الہام نہ ہوا - اس میں کوئی شبہ نہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کی طرف تھے بلکہ ہمیں کہنا چاہیئے - کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کی طرف تھے - اس لئے آپ کا شاگرد بھی ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوا - اصل فخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہوا ہے - پھر آپ سے منتقل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک یہ خوبی پہنچی - پس جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یہ بالکل درست ہے - مگر اس میں ایک فرق بھی ہے - اور وہ یہ کہ ایک زمانہ ہوتا ہے اظہار دین کا اور ایک زمانہ ہوتا ہے بیج بونے کا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک سارے جہان کی طرف تھے - لیکن جیسا کہ خود قرآن کریم کے بعض دوسرے مقامات سے ثابت ہے - ادیان باطلہ پر اسلام کے کامل غلبہ کا وقت مسیح موعود کے زمانہ میں مقدر تھا - بلکہ خود یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی الہاماً نازل ہوئی ہے (تذکرہ صفحہ ۵۶۹) جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ یہی زمانہ اسلام کی کامل اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا تھا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بے شک ساری دنیا کی طرف تھی - مگر چونکہ وہ زمانہ تکمیل اشاعت کا نہیں تھا - بلکہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا - اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں یہودیوں - عیسائیوں اور مکہ کے مشرکین کے سوا اور کسی قوم کو مخاطب نہیں کیا - مگر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی زندگی میں ہی عربی بولنے والوں کو - فارسی بولنے والوں کو - اردو بولنے والوں کو - پنجابی بولنے والوں کو - سنسکرت بولنے والوں کو اور انگریزی بولنے والوں کو مخاطب کرنا پڑا - بیشک یہ کمال آپ کو ظلی طور پر ہی ملا - مگر چونکہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے کامل ظہور کا زمانہ تھا - اس لئے ضروری تھا - کہ نشان کے طور پر اللہ تعالیٰ آپ پر غیر زبانوں میں بھی الہامات نازل کرتا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گو ساری دنیا کی طرف تھے - مگر براہ راست مقابلہ آپ کا عربی دانوں سے ہی ہوا ہے - اور قوموں سے مقابلہ نہیں ہوا - مگر مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ تبلیغ نے اپنے کمال کو پہنچنا تھا - اور دنیا کی ہر قوم کو آپ نے خطاب کرنا تھا - اس لئے ضروری تھا - کہ آپ پر مختلف زبانوں میں الہامات نازل ہوتے - چنانچہ آپ کو کئی زبانوں میں الہامات ہوئے -

ٹیچی کے معنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف ہے - کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا - میں نے اس سے نام پوچھا تو وہ کہنے لگا میرا نام ہے ٹیچی - " (تذکرہ صفحہ ۴۸۶)

مخالفین اس پر ہمیشہ ہنسی اڑایا کرتے ہیں - کہ یہ ٹیچی کیا ہوا - میرا خیال تھا کہ یہ کوئی چینی لفظ ہے - اور اپنے اندر کوئی نہ کوئی معنے رکھتا ہے - چنانچہ صوفی عبد الغفور صاحب جب چین میں گئے - تو میں نے انہیں لکھا - کہ میرا خیال اس طرف جاتا ہے - کہ ٹیچی چینی زبان کا کوئی لفظ ہے - آپ اس بارہ میں تحقیق کر کے مجھے اطلاع دیں - انہوں نے جواب دیا - کہ چینی زبان میں یہ لفظ بڑے وسیع معنی رکھتا ہے - اور اس کے مفہوم میں روحانی تعلق یا آسمان کے ساتھ تعلق کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - مگر چونکہ وہ خود چینی زبان اچھی طرح نہیں جانتے تھے - اس لئے وہ اس کے متعلق پوری تحقیق نہ کر سکے - لیکن انہوں نے اتنا ضرور لکھا - کہ چینی زبان میں اس کے بڑے وسیع معنے ہیں - اور ان معنوں کا آسمان کے ساتھ تعلق ہے -

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مختلف زبانوں میں الہامات ہوئے - جن سے معلوم ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اقوام اور مختلف ممالک میں ہمارے سلسلہ کو پھیلانا ہے -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی دوسری زبان میں الہام

فرمایا - کسی نے پوچھا ہے کہ کیا عربی زبان کے علاوہ بھی کسی زبان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی الہام نازل ہوا ہے - اس کے متعلق مجھے تو معلوم نہیں - لیکن ایک یہودی نے

ایڈیٹر: غلام نبی

باہتمام بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا فارسی زبان میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں خدا کا کلام فارسی زبان میں بھی اترا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

یہ الہام گو کسی دوسرے کا ہے مگر ہم استنباط کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہ الہام نازل ہوا۔ کیونکہ اگر آپ کو اللہ تعالے نے یہ خبر نہیں دی تھی تو آپ کو اس الہام کا پتہ کس طرح لگ گیا۔ یہ حدیث میں نے خود نہیں پڑھی۔ سنا ہے کہ ڈیلمی میں آئی ہے۔

تفسیر نویسی کا چیلنج

تفسیر نویسی کے متعلق حضور کے چیلنج کا ذکر ہو رہا تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہمیں افسوس ہی آتا ہے۔ کہ کوئی شخص مقابلہ میں نہیں آتا۔ اگر آتے تو اللہ تعالے کا نشان دنیا پر ظاہر ہو جاتا۔

حضرت عمرؓ اور شک

عرض کیا گیا کہ حدیثوں میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ما شککت منذ اسلمت الّا یومئذٍ کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں مجھے اس کی صداقت کے متعلق کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔ سوائے صلح حدیبیہ والے دن کے۔ دوسری طرف قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ مومنوں کی علامت یہ ہے۔ کہ ثم لم یرتابوا (الحجرات ع ۲) وہ کبھی شک نہیں کرتے۔ جب مومنوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں کبھی ارتیاب پیدا نہیں ہوتا تو حضرت عمرؓ کے دل میں کیوں شک پیدا ہو گیا۔

حضور نے فرمایا۔ شک وغیرہ کے الفاظ نسبتی ہوتے ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ انہیں خدا اور اس کے رسول کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ سچے ہیں یا نہیں بلکہ اس وقت جو پالیسی اختیار کی گئی تھی اس کے متعلق ان کے دل میں شک پیدا ہوا۔ کہ شاید یہ صحیح نہیں۔ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے لئے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقت ظاہر کر دی تو ان کا یہ شبہ بھی جاتا رہا۔ یوں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ رضہ سے کسی امر کے متعلق مشورہ لیا کرتے تھے تو بعض صحابہ کا مشورہ خلاف بھی ہوا کرتا تھا۔ مگر اسے خدا اور اس کے رسول کے متعلق ارتیاب نہیں کہا جاتا۔ ارتیاب یہ ہے۔ کہ سمجھا جائے خدا کا وعدہ جھوٹا ہو گیا۔ اور اس کی صداقت کے متعلق شبہ پیدا ہو جائے۔ یہ ارتیاب مومن کے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت عمرؓ کو خدا کے وعدہ کے سچا ہونے میں کوئی شک نہیں تھا انہیں اس پالیسی سے اختلاف تھا۔ جو اس وقت اختیار کی گئی تھی۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم نے خدا تعالے کے وعدہ کو اس طرح پورا نہیں ہونے دیا اور یہ بات ایسی نہیں جس سے کسی کے ایمان پر حملہ ہوتا ہو۔

لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین کے معنے

ایک دوست نے عرض کیا کہ اس دعا کا کیا مطلب ہے ربّ لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین (الانبیاء ع ۶)

حضور نے فرمایا۔ درحقیقت قرآن اور حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ حقیقی وارث اللہ تعالی کی ذات ہی ہے۔ ورثہ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس چیز کو دوسرا شخص اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ علم ہو تو دوسرا شخص علم کا وارث ہو جاتا ہے۔ دولت ہو تو دوسرا شخص دولت کا وارث ہو جاتا ہے۔ لیکن دنیا میں کئی لوگ ایسے ہیں جو ورثہ کی حفاظت نہیں کرتے۔ جائداد ملتی ہے تو اسے بدکاریوں میں اڑا دیتے ہیں۔ علم ملتا ہے تو آہستہ آہستہ ایسی غفلت ان میں پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ کہ وہ علم بالکل مٹ جاتا ہے۔ پس دنیا میں جو لوگ وارث ہوتے ہیں وہ وارث ہونے کے باوجود ان جائدادوں کی جو ان کو ملتی ہیں پوری حفاظت نہیں کرتے اور وہ تباہ وبرباد ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالے نے مومنوں کو یہ دعا سکھلائی ہے۔ کہ الٰہی لا تذرنی فردا۔ میں تیرے دین کے کام کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ مگر یہ کام اتنا مشکل ہے۔ کہ مجھ اکیلے سے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ تمام باتیں جن کا دوسروں تک پہنچانا میرا کام ہے میں لوگوں تک پہنچا بھی دوں۔ انہیں ہدایت اور رشد پر قائم کر دوں۔ ان کے اندر نیکی اور تقوی کی روح پیدا کر دوں تب بھی یہ بات میرے اختیار سے باہر ہے کہ میں ان کی نگرانی کر سکوں اور ہمیشہ تیرے دین کی حفاظت کرتا رہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں انہیں تیری تعلیم پہنچا دوں مگر بعد میں وہ اس کو بگاڑ دیں۔ اس میں کئی قسم کے رخنے پیدا کر دیں۔ اور ہدایت کی بجائے گمراہی میں مبتلا ہو جائیں۔ اس لئے اے خدا میری تجھ سے یہ دعا ہے۔ کہ لا تذرنی فردا تو مجھے فرد ہونے کی حالت میں نہ چھوڑ کہ میرے فوت ہونے کے ساتھ ہی یہ علوم مٹ جائیں۔ محنت اکارت چلی جائے۔ کوشش ضائع ہو جائے اور پھر گمراہی اور بے دینی دنیا میں پھیل جائے بلکہ انت خیر الوارثین جہاں تو مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ تیرے نام کو بلند کرتا رہوں اور تیرے دین کی اشاعت میں حصہ لیتا رہوں وہاں جب میں مر جاؤں تو تو اپنے فضل سے ایسے افراد پیدا کر جو اس تعلیم کو لے کر کھڑے ہو جائیں اور نیکی کے اس بیج کو ضائع نہ ہونے دیں بلکہ اسے بڑھائیں اور زیادہ سے زیادہ دنیا میں پھیلائیں۔

گویا ایک سچا مومن بندوں پر نظر رکھنے کی بجائے خدا تعالے کے دروازہ پر گرتا اور اس سے التجا کرتا ہے۔ کہ میرے کاموں کی تو ہی حفاظت فرما۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیری تعلیم سے دنیا کو آگاہ کرتا رہا مگر میری دعا ہے کہ جب میں مر جاؤں تو پھر بھی میرے اس کام کی حفاظت کرنا تاکہ میرا کام ادھورا نہ رہ جائے اور میری کوششیں ضائع نہ چلی جائیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا اعزاز

قادیان ۷ جنوری۔ احباب جماعت میں یہ خبر بنہایت مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان بلا مقابلہ پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈیمک کونسل کے ممبر برائے سال ۴۵-۱۹۴۶ء منتخب ہوئے ہیں۔ یہ انتخاب پنجاب یونیورسٹی کے تمام انٹرمیڈیٹ کالجوں کے پرنسپل صاحبان نے کرنا تھا۔ اور اپنے میں سے دو اصحاب کے حق میں رائے دینی تھی۔ یہ کونسل یونیورسٹی میں ریسرچ کورسز امتحانات کی نگرانی کرتی ہے اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری بھی اسی کے زیر انتظام ہے۔ اللہ تعالے کا خاص فضل ہے۔ کہ دو میں سے ایک حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف بغیر مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالے جماعت کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ اعزاز بابرکت اور مفید بنائے۔

الحاج مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ سیرالیون کی حیفا سے روانگی

حیفا سے مولوی محمد شریف صاحب نے اطلاع دی ہے۔ کہ الحاج مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ سیرالیون وہاں سے ۲۵ دسمبر کو روانہ ہو چکے ہیں۔ اور بذریعہ ریل و لاری بغداد بصرہ ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچینگے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالی انہیں بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔
(ناظر دعوت و تبلیغ)

نائیجیریا جانیوالے ایک اور مجاہد دین کے اعزاز میں دعوت چائے

قادیان ۷ جنوری۔ آج ۴ بجے شام واقفین تحریک جدید نے مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی بی اے کے اعزاز میں دعوت چائے دی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی شمولیت فرمائی۔ واقفین نے ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب نے مختصر سی تقریر کی اور خدمت دین کا موقعہ میسر آنے پر خدا تعالی کا شکر اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر حضور نے مختصر سی تقریر فرمائی اور تبلیغ احمدیت کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ مکرم سیفی صاحب نائیجیریا کیلئے عنقریب روانہ ہونیوالے ہیں۔ احباب جماعت ان کی خیریت اور کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

مسئلہ نبوت کیا جماعت احمدیہ میں وجہ افتراق بن سکتا ہے؟

از جناب سید امجد علی صاحب سیالکوٹ

میں نے اس سے قبل ایک سلسلہ مضامین لکھا تھا جس میں یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جماعت احمدیہ میں جو عقائد کی بناء پر دو فرقے بنا دینے کی بنیادیں لاہور میں رکھی گئی ہیں وہ اختلافات ہرگز اس نوعیت کے نہیں ہیں۔ کہ ان کی بناء پر الگ فرقہ بنایا جا سکے اور یہ معاندانہ روش کہ جماعت احمدیہ قادیان کے عقائد کو خلاف اسلام ثابت کر کے خود عامۃ المسلمین کی رضا جوئی حاصل کرنے اور جماعت قادیان کے متعلق تنفر پھیلانے کا اقدام کیا جائے۔ ثواب کا طریق نہیں ہے۔ میں نے اس فرقہ سازی کی نسبت لاہور کی طرف اس لئے کی ہے۔ کہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ حضرت امام جماعت قادیان اختلاف عقائد کو ایک جماعت میں رہنے کے منافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ آپ کا اعلان ہے کہ کوئی شخص عقائد میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی جماعت میں رہ سکتا ہے۔ برخلاف اس کے جناب مولوی محمد علی صاحب اختلاف کو اتحاد جماعت کے منافی قرار دیتے ہیں۔ اور جماعت الگ رکھنا لازمی سمجھتے ہیں۔ میں نے یہ سلسلہ مضامین اس لئے شروع کیا تھا۔ کہ ہر درد دل رکھنے والے احمدی کی یہ فطری خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ اختلافات کی نوعیت کو غیر ضروری اہمیت سے پاک کر کے مسلمانوں کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا کی طرف بلایا جائے۔ اور ایسے حالات پیدا نہ کئے جائیں۔ جو فساد کا موجب ہوں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر خدمت اسلام کا عہد کرنے والے تو اس سے بہت بلند ہونے چاہئیں۔ مگر صورت حالات یہ ہے۔ کہ اختلاف اس حد تک عناد کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کہ بدگوئی اور عیب چینی کا دروازہ دین کے نام پر فرض سمجھ کر کھول دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امام جماعت قادیان کی نسبت صاف اعلان کر دیا ہے۔ کہ مصلح موعود کے دعوے کی تردید کے لئے باوجود اقرار غیر مامور ہونے کے امام جماعت قادیان کو ننگا کر کے دکھانا ان کا فرض ہو گیا ہے۔ اور اس فرض کو اس طریق پر ادا کیا جاتا ہے۔ کہ ہر سماعی بات کی بغیر اس کی صحت کی ذمہ داری لینے کے اشاعت کی جاتی ہے۔ اور حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ اس عریاں نگاری نے غیرت کے تقاضا کے ماتحت ہر دو خیالات کے افراد کو شرافت کے ساتھ مل کر بیٹھنے کے امکانات بھی کھو دیئے ہیں۔ میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اختلافات ہرگز ایسے اہم نہیں۔ کہ خدمت اسلام کے لئے باہمی تعاون کے منافی ہوں۔ تکفیر اور نبوت دو اہم مسائل ہیں۔ جن کو درمیان میں لایا جاتا ہے۔ تکفیر کے مسئلہ پر میں پہلے مفصل روشنی ڈال چکا ہوں۔ اور یہ ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ ہر دو جماعتوں کے نظریہ میں اس مسئلہ پر اختلاف ایسا نہیں۔ جو تعاون کو ناممکن بنا دے۔ بلکہ لفظی نزاع اور اصطلاحات کا ہیر پھیر ہے۔ آج میں اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ کہ نبوت کے مسئلہ میں اختلاف کی نوعیت کیا ہے۔

سب سے پہلے میں اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ باوجود اس کے کہ ۱۹۰۱ء سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسئلہ مابہ النزاع بن چکا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب میں مسئلہ تکفیر کو تو جناب مولوی محمد علی صاحب نے پیش کیا ہے۔ مگر نبوت کے مسئلہ کا ان اعلانات میں کہیں ذکر تک نہیں۔ پس یہ مسئلہ نزاع لفظی سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اور اس وقت اس کی یہ اہمیت نہ تھی۔ جو آج دے دی گئی ہے۔

امر مابہ النزاع

اس مسئلہ کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلے لفظی ہیر پھیر کو ترک کر کے امر مابہ النزاع کا تعین لازمی ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔

(۱) "کیا حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں" ان الفاظ کا ظاہری مفہوم یہی ہے۔ کہ گویا نبوت کسی خاص پوزیشن کا نام ہے۔ جو فریقین کے نزدیک مسلّم ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کی وہ پوزیشن ہے یا نہیں۔ حالانکہ یہ امر بالبداہت غلط ہے۔ کیونکہ نبوت کی تعریف ہی مابہ النزاع ہے۔

(۲) کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوزیشن بلحاظ ان صفات کے جو ان کے مقام کی طرف منسوب ہیں فریقین کے نزدیک مختلف ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ صورت بھی نہیں۔ کیونکہ

الف۔ ہر دو فریق اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نئی شریعت نہیں لائے

ب۔ ہر دو متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ امت محمدیہ کے ایک فرد ہیں۔ اور شریعت محمدیہ کے متبع

ج۔ ہر دو فریق متفق ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جو کچھ ملا وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے ملا۔ نہ کہ براہ راست۔

د۔ ہر دو متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو وہ وحی نہیں دی گئی۔ جو شریعت و کتاب بنتی ہے۔ قرآن خاتم الکتب اور خاتم الشرائع ہے۔

ر۔ ہر دو اس امر پر متفق ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل تھا۔ جو مصفٰے اظہار علی الغیب پر مشتمل اور دخل شیطانی یا حدیث نفس سے بالکل پاک تھا۔

س۔ ہر دو فریق متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مامور تھے۔ اور آپ کا مشن حیات مسیح و مہدی خونی کے عقیدہ کا ابطال اور جہاد بالقرآن کی تعلیم تھا۔

ش۔ ہر دو متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں آپ کی نسبت مجدد۔ محدث۔ ولی۔ شیخ۔ نبی۔ رسول۔ بشیر و نذیر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

یہ تمام کوائف اس بات کا قطعی ثبوت ہیں۔ کہ بلحاظ صفات حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن دونوں فریق کے نزدیک ایک ہی ہے۔ باقی ایک ہی پوزیشن رہ جاتی ہے۔ کہ (۳) اس پوزیشن کو ہم کس نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ پس میرے نزدیک یہ مبحث کہ حضرت مسیح موعود "نبی ہیں یا نہیں" درست نہیں۔ بلکہ مبحث یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو نبی کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ "ہیں یا نہیں" کے الفاظ صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور صفات مابہ النزاع ہی نہیں بلکہ صفات متفق علیہ ہیں۔ پس اس مسئلہ میں متنازعہ امر یہ ہے کہ "کیا حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن نبوت کی ہے؟"

میری غرض

میں اس امر کو پھر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میری غرض مسئلہ نبوت پر محاکمہ کرنا نہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس مسئلہ کا اختلاف کیا فریقین کے خدمت اسلام میں تعاون میں کوئی رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔ اور کیا جماعت کو دو فرقوں میں بانٹنا اس سے لازم ہوتا ہے۔ یا یہ اس تفرقہ کے لئے جواز پیدا کرتا ہے۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ حضرت امام جماعت قادیان اختلاف عقیدہ کو ایک جماعت میں رہنے کے منافی نہیں سمجھتے مگر جناب مولوی محمد علی صاحب اختلاف عقیدہ کی بناء پر الگ جماعت لازمی سمجھتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس پہلو پر بحث بھی جناب مولوی صاحب کے مسلمات کی بناء پر کی جائے۔ "یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن نبوت کی نہیں۔"

اصول و طریق استدلال

میں ایمان رکھتا ہوں۔ کہ کتاب اللہ کی نافرمانی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ایک ہی نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن فرمان رسول ہے۔ کہ ہر امر میں قرآن کریم سے راہنمائی حاصل کرو۔ اگر کوئی تفصیل قرآن کریم میں نہ پا سکو۔ تو سنت رسول میں دیکھو۔ اگر وہاں نہ پا سکو۔ تو اپنی عقل سے اسکو حل کرو۔ پس ترتیب مدارج کے لحاظ سے باری باری یہ دیکھنا لازمی ہے۔

(۱) کیا قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن نبوت نہیں۔

(ب) کیا فرمان رسول سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن نبوت نہیں۔

(ج) کیا فرمان مسیح موعودؑ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کی پوزیشن نبوت نہیں۔

قرآن کریم سے حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن

قرآن کریم میں وہ اصطلاحات قطعی استعمال نہیں ہوئیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کی تشریح فرماتے ہوئے بیان فرمائی ہیں۔ یعنی ظلی۔ بروزی۔ مجازی وغیرہ اور الفاظ محدث یا مجدد بھی قرآن کریم میں کہیں نہیں آئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقام کی صداقت کا ثبوت۔ قرآن کریم سے انہیں آیات سے دیا ہے۔ جن میں لفظ رسول و نبی استعمال ہوئے ہیں مثلاً لا یظہر علیٰ غیبہ الا من ارتضیٰ من رسول۔ اور ہم اگر قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل لیں گے۔ تو اس سے چارہ نہیں کہ نبی اور رسول کے الفاظ سے ہی استدلال کریں گے

اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کتب سابقہ میں نبی کا لفظ ان شخصیتوں کے متعلق آزادی سے استعمال ہوا ہے۔ جنکو وحی شریعت یا وحی کتاب نہیں ملی اور جن کو کثرت مکالمہ حاصل تھا۔ اور جو اظہار علی الغیب کو نعمت پانے کے مدعی تھے۔ اور ان کو قرآن کریم نے بھی نبی ہی کہا ہے۔ مثلاً طالوت کے واقعہ میں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا اذ قال لہم نبیہم ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا۔ (بنو اسرائیل کو) ان کے نبی نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا ہے۔ یہ نبی کون تھا سیموئیل۔ اب سموئیلؑ کی پوزیشن جب ہم تورات میں دیکھتے ہیں تو ان کی نسبت لکھا ہے۔" اس لئے کہ وہ جو اب نبی کہلاتا ہے۔ پہلے غیب بین کہلاتا تھا"۔ (سموئیل باب ۹ آیت ۹) پھر اسی کتاب سیموئیل باب ۱۹ آیۃ ۲۰ میں لکھا ہے۔" انہوں نے جو دیکھا کہ نبیوں کا ایک مجمع ہے۔ اور وے نبوت کر رہے ہیں۔ اور سیموئیل ان کا پیشوا بنا کھڑا ہے"۔ غرضکہ سابقہ الہامی کتابوں میں نبی کا لفظ کثرت مکالمہ ومخاطبہ و اظہار علی الغیب پانے والوں پر استعمال ہوا۔ اور قرآن کریم نے بھی ان کے لئے نبی کا لفظ استعمال فرمایا۔

جناب مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر بیان القرآن صفحہ ۶۰۸ پر آیۃ اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔" ابن جریر میں جو ایک قول ہے۔ کہ وہ ستر آدمی جو حضرت موسےٰ طور پر ساتھ لے گئے تھے نبی بنانے میں ان کی طرف اشارہ ہے۔ تو یہ صرف ان معنوں میں درست ہوسکتا ہے کہ ان کو سچے خوابوں اور الہامات سے مشرف کیا گیا۔ اور اس معنی میں لفظ نبی کا اطلاق بنی اسرائیل میں ہو جاتا تھا"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا ایسے اشخاص کو نبی کہنا جناب مولوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ پس قرآن میں ظل بروز امتی وغیرہ کی اصطلاحات کا معدوم ہونا اور ایسے اصحاب کا نبی کہلانا اس امر کو واضح کر دیتا ہے۔ کہ بغیر شریعت یا جدید کتاب کے اظہار علی الغیب پانیوالے کو ہم قرآن کریم کے رو سے سوائے نبی اور رسول کے اور کسی نام سے نہیں پکار سکتے۔

فرمان رسولؐ سے مسیح موعودؑ کی پوزیشن

اب ہم دوسرے ضمن کو لیتے ہیں کہ کیا فرمان رسولؐ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی پوزیشن نبوت نہیں۔ جب ہم احادیث کو دیکھتے ہیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں الفاظ خاتم النبیین۔ لانبی بعدی۔ انا العاقب مقفی ختم بی الرسل وغیرہ الفاظ نظر آتے ہیں۔ جن سے یہ استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ ان الفاظ اور فرمان کی موجودگی میں نبی کا لفظ استعمال نہیں ہوسکتا۔ مگر دوسرے مقام میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ہم یہ بھی سنتے ہیں۔" کیف اذا نزل فیکم ابن مریم نبی اللہ وامامکم منکم۔ یہاں آنے والے مسیح کے متعلق امامکم منکم فرماتے ہوئے اسے نبی اللہ بھی پکارا ہے۔ پس جہاں تک مسیح موعودؑ کا سوال ہے باقی ہر فرد کے متعلق اس لفظ کے استعمال کی نفی کرتے ہوئے بھی مسیح موعودؑ کے متعلق نبی اللہ کے لفظ کے استعمال میں گویا رسولؐ کی نافرمانی نہیں ہوسکتی۔ میں اس بات کو دہرا دینا چاہتا ہوں۔ کہ بلحاظ صفات کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوزیشن ایک ہی ہے۔ اور وہ پوزیشن ایسی ہے۔ کہ غیر احمدی بھی اس کے جواز کے خلاف نہیں کہہ سکتے جھگڑا صرف اس صفات کی پوزیشن کے نام کا ہے۔

فرمان مسیح موعودؑ سے آپکی پوزیشن

اس ضمن میں میں صرف چند مسلمات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

(۱) اس امر سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق نبی کا لفظ اکثر استعمال فرماتے رہے۔

(۲) اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ آپ نے حقیقۃ الوحی اور الوصیت میں یہ بھی فرمایا ہے۔" میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا"۔

اس صورت حالات میں وہ لوگ بھی موجود تھے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف مستقل نبوت کا دعوےٰ منسوب کرتے تھے۔ اور ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو یہ بھی کہنے لگ گئے۔ کہ آپ نے دعوےٰ نبوت سے رجوع کر لیا ہے۔ اس لئے کہ بظاہر یہ تضاد معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود تو صرف نبی کا لفظ اپنی تحریروں میں حضور استعمال بھی فرما لیتے ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں۔ کہ" میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا"۔

مشکل کا حل

اگر مندرجہ ذیل امور کو ذہن نشین کیا جائے تو اس کا حل مشکل نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ جس پوزیشن میں ہیں۔ اس کو (۱) بروئے لغت نبی پکارا جاسکتا ہے۔ (۲) بروئے کتب سابقہ بھی اس پوزیشن کا نام نبوت ہی ہے۔ (۳) قرآن کریم میں بھی سوائے" نبی" کے اس پوزیشن کے لئے اور کوئی لفظ نہیں ملتا۔ اگر کہا جائے کہ اولیاء کا لفظ ہے۔ تو ولی کے لفظ میں مامور و مبعوث ہونے کا مفہوم مفقود ہے (۴) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جہاں لانبی بعدی اور اس کی مثل الفاظ کی حرمت میں نبی کا لفظ استعمال نہ کرنے کا استدلال کیا جاتا ہے۔ وہاں بھی کم سے کم مسیح موعودؑ کو نبی کہا جاسکتا ہے۔ (۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنے آپ کو نبی کہتے ہوئے فرماتے ہیں" صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ ہاں امتی اور نبی دونو لفظ اجتماعی حالت میں صادق آتے ہیں"۔

اس تمام معمہ کا حل الوصیت کی کامل عبارت پڑھنے سے ہو جاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۰ و ۱۱" اس (نبوت محمدیہ) کی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونو لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے"۔ اس پر حاشیہ ہے" باوجود اس کے یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نبوت تشریعی کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بالکل مسدود ہے اور قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب نہیں۔ جو نئے احکام سکھائے ..... " پس بات سیدھی ہے۔ کہ آپ نبی کا لفظ جہاں استعمال فرماتے ہیں مراد" امتی نبی" ہے۔

امتی نبی اور نبی متبوع میں امتیازی مدارج کو قائم رکھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لفظ امتی کا استعمال ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ امر نبوت مستقلہ مشتبہ نہ ہو جائے۔ اس لئے فرماتے ہیں۔ کہ صرف نبی کے لفظ کے استعمال میں" نبوت محمدیہ" کی ہتک ہے تو گویا آپ تفریق یوں فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ قرآن آخری کتاب ہے۔ اور فیضان روحانی کے دروازے سوائے وساطت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب بند ہیں۔ مگر فیضان کے دروازے بند نہیں۔ وہ پہلی امتوں کے افراد سے بہت زیادہ مل سکتا ہے۔ اور اس فیضان مکالمہ ومخاطبہ و مصفےٰ اظہار علی الغیب کا نام سوائے نبی کے کچھ اور نہ لغت کے رو سے ہی پایا جاتا ہے۔ نہ کتب سابقہ کے رو سے نہ قرآن کریم کے رو سے۔ پس باوجود اس نبوت کے مفہوم کے اس طرح موجود ہونے کے کیلئے نبی کے لفظ کو وحی کتاب و وحی شریعت کے ساتھ مخصوص رہنے دو۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب و شریعت کی اتباع کے اظہار کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ساتھ امتی کا لفظ لگا دو۔ کہ آقا و غلام و تابع متبوع میں امتیاز قائم رہے

نام رکھنے کا سوال

میں سہ بارہ اس امر کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ صفات کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن سب کے نزدیک ایک ہے جھگڑا صرف نام رکھنے کا ہے۔ اور اس کیلئے ایک ہی مفہوم کو مختلف پیرایوں میں ادا کیا جاتا ہے۔ (۱) نبوت کی حقیقت ہے کثرت مکالمہ مخاطبہ مصفےٰ اظہار علی الغیب جسکی اتنی کثرت ہو۔ کہ خدا تعالیٰ جسکو یہ نعمت دے۔ خود اسکو نبی کہے محدث کے لفظ میں یہ حقیقت نہیں پائی جاتی۔ اس لئے امتی نبی محدث نہیں بلکہ نبی ہے۔ (۲) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین اور انکے ساتھی یوں کہتے ہیں۔ کہ نبوت کی حقیقت وحی کتاب و وحی شریعت ہے۔ جس وحی کے پانے سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق بلا واسطہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ مصفےٰ اظہار علی الغیب وہ مقام نہیں رکھتا اسلئے امتی نبوت۔ نبوت نہیں۔ بلکہ محدثیت ہے۔

اگر ہم ان الفاظ کو اس روشنی میں دیکھیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً یہ کہ محدثیت بھی من وجہ نبوت ہوتی ہے یا یہ کہ محدثیت بھی لایظہر علیٰ غیبہ الا من ارتضیٰ من رسول کے ماتحت رسول کے لفظ میں شامل ہے۔ تو اس اختلاف کو اہمیت دینا اور اس قسم کے اختلافات کو الگ فرقہ کی بنیاد ڈالنے میں سے قرار دینا اور بھی عجیب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات

اس اختلاف کی حقیقت کو اور زیادہ واضح کرنے کیلئے میں حضرت خلیفہ ثانی کے بعض پیش کردہ اصول کیطرف نظر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اخبار الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء زیر عنوان ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ صفحہ ۲ کالم ۲ میں آپ فرماتے ہیں۔" ہم کہتے ہیں تم نبی کا لفظ نہ بولو۔ کوئی اور لفظ بول لو تمہیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ خدا نے آپکو اسلئے بھیجا۔ کہ آپ دنیا کی اصلاح کریں۔ خدا نے آپ کا نام نبی رکھا اور خدا نے آپ کو کثرت سے

امور غیبیہ سے اطلاع دی۔ اسکا نام نبی رکھ دو ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔

پھر آپکا ایک بہت پرانا فرمان ہے جسکے فوٹو تناقض ثابت کرنیکے رنگ میں لاہور سے بڑے نمایاں طریق پر شائع کئے جاتے ہیں

"نبوت کے متعلق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود ؑ کو نبی ظلی ہی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت صاحب ؑ کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے۔ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے۔ کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا۔ نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو۔ کچھ مدت بعد کچھ لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں۔ مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے۔ اور بطور علاج کے ہے۔"

دیرینہ دوستوں سے عرض

میں اب اس پر اور ایزادی کرنا نہیں چاہتا۔ ہر صلح جو اور امن پسند شخص خود غور کرے۔ کہ ان حالات میں کیا یہ اختلاف جسے مسئلہ نبوت کے اختلاف کا پہاڑ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس قابل ہے۔ کہ اسکی بنا پر الگ فرقہ احمدیوں میں بنا دیا جائے۔ میں اپنے دیرینہ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ کے متعلق صرف نبی کا لفظ قادیان سے اس حد تک استعمال ہوتا ہے۔ کہ نبوت مستقلہ کا مفہوم لیا جانے کے امکانات ہیں۔ یا نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کی حد کو پہنچتا ہے۔ تو انکو چاہیئے۔ کہ وہ اس امر کا جائزہ لیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود ؑ کے درجہ کو گھٹانے کا الزام ان پر تو عائد نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود ؑ کو حکم مانتے ہوئے خود پھر ان کے اوپر حکم بننا اور یہ کہنا کہ "اگر آپ کا فیصلہ خلاف قرآن وسنت ہو۔ تو ہم اسکو ترک کر سکتے ہیں۔" یا آپ کے فرائض کو زائد المیعاد کے حیلے سے ٹالنے کی کوشش کرنا اور اس قسم کی تحریکات کو آئے دن زیر غور لانا کہ "کافر کہنے والوں کی اقتدا میں نماز کی ممانعت بھی زائد المیعاد قرار دیکر چھوڑ دی جائے" کہاں تک حضرت مسیح موعود ؑ کی عزت اور درجہ کا احترام ظاہر کرتا ہے۔ ایسے ہی حالات میں حضرت مسیح موعود ؑ بھی اپنے متعلق بار بار نبی کا لفظ استعمال فرماتے رہے۔ اور اب بھی استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ آج بھی قادیان کی جماعت احمدیہ نہ اس لفظ کو اس حد تک استعمال کرنا چاہتی ہے۔ کہ آقا و غلام تابع متبوع کا فرق جاتا رہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ہو۔ نہ اس حد تک کہ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکلے۔ اور صورت مشتبہ ہو جائے۔ غرض اس مسئلہ میں کوئی ایسا پہلو نہیں۔ جو الگ فرقہ بنانے کا جواز اپنے اندر رکھتا ہو۔ جس کی بنیاد لاہور میں رکھی گئی۔

صداقت احمدیت کا عظیم الشّان نشان

(۱)

آج سے پچاس سال قبل جب حضرت مرزا غلام احمد ؑ قادیانی نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ تو تمام دنیاوی علوم ترقی پذیر تھے۔ سائنس کی ترقی اور دبدبے کا ڈھنڈورا تمام عالم میں پیٹا جا رہا تھا۔ فلسفہ اور ہیئت کے علوم نئے نئے نظریات پیش کر کے دنیا پر اپنی فوقیت اور فضیلت ظاہر کر رہے تھے بڑے بڑے ادیب۔ بڑے بڑے فلاسفر۔ بڑے بڑے مدبّر۔ اعلیٰ سے اعلیٰ عربی زبان کے ماہر۔ مشہور مصنّف۔ بے مثل مقرر۔ اور بے نظیر عالم اس وقت صفحہ ہستی پر موجود تھے۔ بڑے بڑے دولتمند۔ جاہ وحشمت اور شوکت واقبال رکھنے والے دنیا کے تخت پر شاہانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ یورپ علوم جدیدہ اور تہذیب و تمدن کا مرکز خیال کیا جاتا۔ اس کے علاوہ اور بھی سینکڑوں بڑے بڑے شہر جو بڑے بڑے علوم کے مرکز خیال کئے جاتے تھے۔ دنیا سے خراج تحسین حاصل کر رہے تھے۔ اس کے بالمقابل ہندوستان ایک غیر مہذب اور غیر متمدن ملک خیال کیا جاتا تھا۔ علوم جدیدہ کے اعتبار سے ہندوستان کا شمار دنیا کے ممالک کی فہرست میں سب سے آخر تھا۔ پس مہذب ممالک۔ مذہبی مراکز اور بڑے بڑے عالموں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ نے زندگی کی دوڑ میں سب سے آخری ملک کی ایک غیر آباد اور گمنام بستی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جیسی نامعلوم اور غیر معروف شخصیت کو کھڑا کیا۔ جنہوں نے قادیان کی غیر متمدن سرزمین سے باواز بلند اس بات کا اعلان کیا کہ اس زمانہ میں دنیا کو صحیح تہذیب و تمدن سکھانے اور اعلیٰ علوم کے خزانے تقسیم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ دنیا نے اس اعلان کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ بلکہ سائنس۔ فلسفہ۔ علوم جدیدہ اور دیگر مذہبی علوم سے ناآشنا انسان کے منہ سے یہ دعویٰ ایک مجنون کی بڑ خیال کیا گیا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کے پاک نبی کے منہ سے بلند کی ہوئی یہ آواز آہستہ آہستہ پھیلنی شروع ہوئی اور ہر طبقہ کے لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہونے شروع ہو گئے۔ تو دشمنان حق و صداقت تلملا اٹھے۔ انہوں نے اس آواز کو دبانے کے لئے بڑی شد و مد کے ساتھ مخالفت شروع کر دی۔ اپنوں نے بھی مخالفت میں بیگانوں کا ساتھ دیا۔ ساری دنیا کے علماء سے کفر کے فتوے منگائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے مسیح ؑ کو دنیا کی نظروں میں حقیر ثابت کرنے اور ہر قسم کی زک پہنچانے کے لئے مقدمات دائر کئے گئے۔ قتل کی سازشیں کی گئیں۔ اشتہاروں رسالوں اخباروں اور ہندوستان کے ہر گوشہ میں جلسوں کے ذریعہ مخالفانہ پراپیگنڈا کر کے احمدیت کو ناکام کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ بے سروسامان۔ یکہ و تنہا۔ بظاہر بے علم اور بے ہنر انسان کی آواز پر باوجود انتہائی مخالفت کے دنیاوی علوم کے ماہر ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایل۔ ایل۔ بی علمائے امت اور دوسرے بڑے بڑے رسوخ اور شہرت رکھنے والے لوگ پروانے کی طرح دوڑے چلے آئے۔ اور اپنی زندگی خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ نبی کے قدموں پر لا کر نچھاور کر دی۔

(۲)

بانیٔ احمدیت کی وفات کے چھ سال بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو جماعت میں یہ سوال اٹھا۔ کہ اب عنانِ خلافت کس آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے۔ اس وقت ہر قسم کے علوم کے ماہر۔ تجربہ کار۔ معمر اور ہر لحاظ سے شہرت وعزت رکھنے والے لوگ جماعت میں موجود تھے۔ اکابر جماعت جمع ہوئے۔ اور انہوں نے اس عظیم الشان سلسلہ کا امام بقول شخصے ایک پچیس سالہ ناتجربہ کار نوجوان کو منتخب کیا۔ ان حالات میں کہ ایک طرف تمام دنیا احمدیت کو مٹانے کے لئے کوشاں تھی۔ ہر قسم کی تدابیر اس کو مٹانے کے لئے کی جا رہی تھیں۔ اور دوسری طرف خود جماعت کے اندر بھی ایک زبردست فتنہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور جماعت کے اس حصہ نے جو علم و تجربہ کے لحاظ سے بہت شہرت رکھتا تھا۔ مرکزِ احمدیت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ایک پچیس سالہ نوجوان کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور کا چلا جانا ظاہر بین نگاہ کے لئے سلسلہ احمدیہ کی موت کے مترادف تھا۔ چنانچہ دشمنوں نے سمجھا۔ کہ اب احمدیت کی موت کا دن قریب بلکہ دروازے پر ہے۔ اور کہنے والوں نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں قادیان سے احمدیت کے مبلغین نہیں بلکہ عیسائیت کے پرچارک دنیا میں عیسائیت پھیلانے کے لئے نکلیں گے۔ مگر وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ احمدیت کی بنیاد رکھی تھی۔ جس نے اپنے فرمودہ کے مطابق حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مسند خلافت پر بٹھایا تھا۔ اپنے سلسلہ کی حمایت کے لئے خود آسمان سے اترا۔ اس نے دشمن کی ہر سازش کو ناکام کر کے احمدیت کی ترقی اور نصرت کے سامان پیدا کئے۔ اور تھوڑے ہی سالوں میں ان لوگوں نے جو احمدیت کو جلد ہی مٹتا دیکھنے کے خواہشمند اور جلد مٹا دینے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ احمدیت کو عراق۔ عرب اور مصر میں پھیلتے دیکھا۔ انہوں نے احمدیت کو افریقہ جاوا اور سماٹرا میں اپنے مشن قائم کرتے ہوئے مشاہدہ کیا۔ انہوں نے انگلستان یورپ اور امریکہ میں تثلیث کے پرستاروں کو خدائے واحد کے نام پر جمع ہوتے دیکھا۔ احمدیت کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی۔ اور وہ جسے خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا تھا جلد جلد بڑھا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پا گیا۔ اور حاسد مگر ناکام دشمن نے دیکھا۔ کہ خلافت ثانیہ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے لوگ ہر ملک میں نظر آنے لگے

(۳)

یہ تھیں وہ دو قدرتیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دیا۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق [illegible] کو غیر موافق اور غیر مساعد حالات میں غیر معمولی کامیابی عطا کر کے دنیا کو بتا دیا۔ کہ دنیا والوں کی نگاہ میں بڑے سمجھے جانے والے خدا کی نگاہ میں حقیر اور ذلیل ترین مخلوق شمار کئے جاتے ہیں۔

لیکن وہ انسان جن کو زمینی عقل و سمجھ رکھنے والے لوگ ادنیٰ اور حقیر خیال کرتے ہیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بڑے مقدس وجود ثابت ہوتے ہیں۔ دنیا اپنے علم و طاقت اور شہرت و عظمت کے گھمنڈ میں ان مقدس اور راستباز ہستیوں کو ادنیٰ اور کمزور خیال کر کے مٹا دینے پر کمربستہ ہوتی ہے۔ مگر کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے اور کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے کے مصداق اللہ تعالیٰ ان بظاہر کمزور اور بے سروسامان نظر آنے والے برگزیدہ گروہ کی حمایت میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن کے ہر وار کو ناکام کر کے صداقت کے علمبرداروں کو ہر میدان میں فتح و نصرت اور غلبہ و شوکت عطا کرتا ہے۔ شہرت ان کی باندی۔ اور عظمت ان کی لونڈی بن جاتی ہے۔ علم کا ایک بحر ذخار ان کے سینوں میں موجزن کر دیا جاتا ہے۔ وہ دنیا کے معلم۔ ہادی اور راہبر بنا دیئے جاتے ہیں

(۴)

اہل تدبر اور طالبان حق کے لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ نبوت اور خلافت ثانیہ کا قیام احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے نبوت میں جھوٹے تھے (نعوذ باللہ) تو خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق ان کے سلسلہ کا مٹ جانا ازبس لازمی تھا۔ بالخصوص اس صورت میں کہ ایک طرف تو حالات سازگار نہ تھے۔ اور دوسری طرف تمام دنیا مخالفت پر کمربستہ ہو گئی تھی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ جماعت جو بیرونی دنیا کے مظالم اور مخالفت کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی۔ اندرونی طور پر بھی ایک عظیم الشان فتنہ سے دوچار ہوئی اگر وہ سلسلہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے نہ تھا بلکہ ایک انسان کے افترا کا نتیجہ تھا (نعوذ باللہ) تو یہ وہ موقع تھا جب کہ جماعت احمدیہ کے مٹ جانے میں مزید اسباب و ذرائع کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ تاریخ عالم کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعتیں دو وجوہ کی بنا پر تباہ و برباد ہو جاتی ہیں (۱) بیرونی مخالفت (۲) اندرونی فتنہ۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ کوئی جماعت جو بیرونی مخالفت کا شکار ہو رہی ہو۔ اگر اندرونی طور پر بھی دو حصوں میں منقسم ہو جائے۔ تو خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کے بغیر اس جماعت کا ترقی کرنا تو درکنار ایسی جماعت کے وجود کا قائم رہنا بھی محال ہوتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کا ان حالات میں جبکہ جماعت اندرونی اور بیرونی حملوں سے نبرد آزما ہو رہی تھی غیر معمولی طور پر ترقی کر جانا۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے وہاں خلافت ثانیہ کے برحق ہونے کا بھی ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر خلافت ثانیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کو پورا کرنے والی نہ تھی (نعوذ باللہ) تو اس کا بھی ان غیر موافق اور غیر مساعد حالات میں مٹ جانا لازمی اور لابدی تھا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ جماعت احمدیہ کے لئے ہر دن اور ہر رات خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت کا زندہ گواہ ہے۔ جماعت احمدیہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی جا رہی ہے۔ مخالفین احمدیت یا تو مٹ گئے اور یا ہمیشہ کے لئے چاہ ذلت میں گر گئے۔ پس اہل انصاف اور حق پسند طبائع کیلئے یہ صداقت احمدیت کا ایک زبردست نشان ہے۔ مبارک ہے وہ جو حق کو شناخت کر کے مہدیٔ وقت اور مسیح موعودؑ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

احقر ملک سیف الرحمٰن حنیفی ایم اے (سٹوڈنٹ) واقف زندگی

ہر جگہ مجلس انصار اللہ قائم ہونا ضروری ہے

احباب کو معلوم ہے کہ جماعت کے ہر ایک فرد کو تنظیم کے ماتحت کام کرنے کے لئے چار حصوں میں منقسم فرما دیا ہے۔ طبقہ خواتین کو لجنہ اماء اللہ میں۔ پندرہ سال تک عمر کے بچوں کو مجلس اطفال میں۔ اور پندرہ سال سے اوپر چالیس سال تک نوجوانوں کو خدام الاحمدیہ میں۔ اور چالیس سال سے اوپر کے احباب کو انصار اللہ میں منسلک کر دیا ہوا ہے۔ پھر یہاں تک تاکید فرمائی کہ جماعت کا کوئی عہدہ دار۔ عہدہ دار نہیں رہ سکتا جب تک کہ خدام یا انصار اللہ کا ممبر نہ ہو۔ گویا ہر ایک جماعت کے عہدہ دار تب ہی منتخب ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خدام اور انصار اللہ کی وہاں مجلسیں قائم ہو چکی ہوں لیکن دیکھا گیا ہے کہ ابھی بہت سی جماعتوں میں مجالس انصار اللہ قائم نہیں۔ جلسہ سالانہ انصار کی افتتاحی تقریر میں بھی حضور نے توجہ دلائی تھی کہ قادیان اور بیرونجات کے انصار کو اپنی تنظیم مضبوط کر کے کام کرنا چاہئیے تا ان کے کاموں کے نتائج ظاہر ہوں۔ اس سلسلے عہدہ داران جماعت کو بذریعہ اس اعلان کے خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اگر آپ کے ہاں ابھی تک مجلس انصار اللہ قائم نہ ہوئی ہو۔ جلد قائم کر کے دفتر مرکزیہ انصار اللہ کو اطلاع دیں۔ قیام مجالس انصار اللہ کے متعلق قواعد و ضوابط اور ہدایات اگر آپ جلسہ سالانہ پر نہ لے گئے ہوں۔ تو دفتر مرکزیہ انصار اللہ قادیان سے جلد منگوا لیں۔

جن جماعتوں میں جلد مجالس انصار اللہ قائم نہ ہوں گی۔ تو پھر مجبوراً ان کے متعلق کوئی انتظامی اقدام اختیار کرنا پڑے گا۔

خاکسار شیر علی عفی عنہ صدر مرکزیہ مجلس انصار اللہ

تحریک جدید صدقہ جاریہ ہے

دفتر اوّل

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے واسطے دفتر اول کے مجاہد جو گیارھویں سال میں قربانیاں کر رہے ہیں۔ کہ وہ سال نہم یا سال دہم کے برابر یا اس سے زیادہ دیں۔" وہ بیشک کمی کریں۔ مگر اپنی موجودہ حیثیت کے مطابق نویں سال انہوں نے مثلاً چالیس یا پچاس روپیہ چندہ دیا تھا۔ اور دسویں سال کا چندہ پانچ سو روپیہ تھا۔ تو اب گیارھویں سال کے لئے اگر وہ کمی کریں۔ تو دسویں سال کی حیثیت سے کریں۔ نہ کہ نویں سال کے مطابق۔ کیونکہ نویں سال کا چندہ ان کی حیثیت سے بہت کم تھا؎

پس اگر آپ نے نویں سال میں کئی سالوں کا اکٹھا چندہ دیا تھا۔ اس وجہ سے آپ پر بار تھا۔ تو اب آپ وہ سارا اتار چکے ہیں۔ اس لئے گیارھویں سال میں اپنی موجودہ آمد اور حیثیت کے مطابق چندہ کا وعدہ اپنے امام کے حضور پیش کریں۔

دفتر ثانی

وہ جو پہلے دس سالوں میں طالب علم تھے یا بیکار تھے۔ اور اب برسر روزگار ہو گئے ہیں یا کاروبار کر رہے ہیں۔ یا ملازمتیں مل گئی ہیں۔ ایسے احباب دفتر ثانی کے سال اول میں شامل ہو کر قربانی کریں۔ اور اس طرح انیس سال تک تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزاری فوج کے سپاہی بن جائیں۔ ان کے لئے صرف شرط یہ ہے کہ اپنی ایک ماہ کی آمد سال اول میں دیں۔ اور پھر آئندہ سالوں میں اس پر ہر سال کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے جائیں۔ پس اگر آپ اب تک اس جہاد میں شامل نہیں ہوئے۔ تو اب اس موقعہ کو غنیمت جانیں۔

یاد رکھیں۔ تحریک جدید کا جہاد وہ ہے جس کا موقعہ خدا نے صدیوں کے بعد پیدا کیا جو اپنے اندر ایک صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں شامل ہونے والوں کو ان کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب ملتا رہے گا۔ پس آپ بسم اللہ کر کے شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے (فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

رپورٹ بروقت بھجوائیے

خدام الاحمدیہ کی بیرونی مجالس کی طرف سے رپورٹیں اس باقاعدگی سے موصول نہیں ہو رہیں۔ جس طرح کہ ہونی چاہئیں۔ ضروری ہے۔ کہ ہر جمعہ کے روز ہفتہ وار اور ہر ماہ کی دس تاریخ تک ماہوار رپورٹ مرکز میں بھجوائی جائے۔ رپورٹ کا بھجوانا مرکز کے ساتھ تعلق کی علامت ہے۔ یہ کسی مجلس کی رگِ حیات ہے۔ یہ بجائے خود مزید کام کی تحریص اور غفلت ترک کرانے کی تحریک ہے۔ رپورٹ نہ بھجوانا عہدیداران کو سست کر دیتا اور عہدیداران کی سستی اراکین کی ستی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کے نہایت ہی اہم کام کو رپورٹ بھجوانے میں غفلت کر کے نقصان نہ پہنچایئے۔ اور اس بات کی نگرانی کیجئے کہ آپ کے حلقہ کی رپورٹ بروقت مرکز کو بھجوا دی جاتی ہے۔ خاکسار ناصر احمد
نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

فائدہ اٹھانے کا ایک اچھا موقع

ایک احمدی دوست جو قادیان کے قریب کے رہنے والے ہیں۔ ۲۰۰ گھماؤں اراضی کے مالک ہیں۔ اور زمین کا کوئی حصہ پہلے گروی نہیں ہے۔ انہیں ایک شریک کی زمین خریدنے کے لئے فوری طور پر ۱۲۰۰۰/ روپیہ کی ضرورت ہے۔ وہ اسکے عوض میں ۳۰ گھماؤں زمین باضابطہ طور پر رجسٹری کر دیں گے۔ اور ۳۰ گھماؤں زمین کی آمدن ۸۰۰/- روپیہ کے قریب ہے جو وہ سالانہ ادا کر دیا کرینگے۔ لیکن وہ ہر سال کم از کم ایک ہزار روپیہ واپس بھی کرتے رہیں گے۔

(فتح محمد سیال ناظر اعلےٰ قادیان)

فوجیوں کیلئے قرآن کریم کی ضرورت

ایک فوجی افسر نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ فوجیوں کو قرآن مجید کے نسخے مطالعہ کے لئے بھجوائے جائیں۔ جو دوست اس کار ثواب میں حصہ لینا چاہتے ہوں۔ وہ جتنے نسخے قرآن مجید کے بھیجنا چاہتے ہوں۔ اس دفتر کو اطلاع دیں۔ یا بھیجدیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ضروری اطلاع

دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ۴

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۷ رجنوری۔ جاپانی نیوز ایجنسی کی اطلاع مظہر ہے کہ شہروں کی تعمیر کے ماہرین نے نیا ٹوکیو تعمیر کرنے کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے یہ زمین دوز ٹوکیو ہوگا۔ تاکہ بمباری سے نقصان نہ ہو۔ اس سکیم کو جلد عملی جامہ پہنایا جائے گا

لاہور ۵ رجنوری۔ اس سال پنجاب یونیورسٹی دنیا کی تمام یونیورسٹیوں کے مقابلہ میں امتحانات میں بیٹھنے والے طلباء کی تعداد کے لحاظ سے ریکارڈ قائم کردے گی۔ اس وقت تک اسی ہزار سے زیادہ امیدواران کی طرف سے داخلہ کی درخواستیں یونیورسٹی کے دفتر میں پہنچ چکی ہیں۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ جاپان کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ جزائر فلپائن میں جاپانیوں کی صورت حالات روز بروز نازک ہوتی جا رہی ہے اور اب حالت انتہائی نازک ہوگئی ہے۔

پیرس ۷ رجنوری۔ اس امر کی قطعاً کوئی علامت نہیں کہ جرمن آرڈینز کے رقبہ سے پیچھے ہٹیں گے۔ جب تک کہ اتحادی کوئی حیرت انگیز قدم نہ اٹھائیں گے۔

روم ۷ رجنوری۔ آٹھویں فوج کے محاذ پر ساحل ایڈریاٹک کی لڑائی تیز ہوگئی ہے۔ ہراول کنیڈین دستے ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جو مارشل کیسلرنگ کی آخری قدرتی ڈیفنس لائن دریائے رینو سے صرف ایک میل جنوب میں ہے۔

کراچی ۷ رجنوری۔ وزیر اعظم سندھ نے وزیر خزانہ مسٹر ایم۔ ایچ گزدر کو ہدایت کی ہے کہ وزارت سے مستعفی ہو جائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

الجیرس ۷ رجنوری۔ اتحادی بیڑے نے اپنی بری فوجوں کی امداد میں فرانس اور اٹلی کی حد کے قریب جرمن مورچوں پر کامیاب گولہ باری کی۔ آٹھویں فوج نے شہر سان البرٹو پر قبضہ کر لیا۔

ماسکو ۷ رجنوری۔ روسی کمیونک مظہر ہے کہ بوڈاپسٹ کے علاقے میں گھرے ہوئے جرمن دستوں کا قلع قمع کرنے کے لئے روسی دستوں نے کئی لڑائیاں لڑیں۔ اور مکانوں کی ۲۴۳ قطاروں پر قبضہ کر لیا۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ ڈیلی ایکسپریس میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ کرسمس کے موقعہ پر برلن سے جو تقریر ہٹلر کے نام پر براڈکاسٹ کی گئی وہ اس کی تقریر نہیں تھی کیونکہ ہٹلر مر چکا ہے۔ ہٹلر کی کرسمس والی تقریر محض ساؤنڈ فلم انڈسٹری کی ایجاد ہے۔

پیرس ۷ رجنوری۔ ایک نامہ نگار کا ایک تازہ مراسلہ مظہر ہے کہ زور و شور کے ساتھ جرمنوں کا حملہ ایک حقیقی اور وسیع حملہ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ جرمن فوجیں امریکنوں کو مصروف جنگ رکھے ہوئے ہیں۔ ایکیس اور ڈیلیس کے میدانوں میں جرمن فوجوں کے گھسنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جرمن فوجوں کے حملوں سے مغربی محاذ کے جنوبی حصہ میں اتحادی مورچوں کی حفاظت کو شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

لاہور ۷ رجنوری۔ سونا ۷۸ روپے ۱۲ آنے پونڈ ۵۰ روپے چاندی ۱۳۱ روپے۔

امرتسر۔ سونا ۷۷ روپے ۱۲ آنے۔

واشنگٹن ۷ رجنوری۔ جاپانی ایجنسی نے ایک اعلان میں کہا ہے کہ بحر فلپائن میں اتحادیوں کے تین جنگی بیڑے نمودار ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ دار الحکومت یونان (ایتھنز) کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ یونان کے آزاد شدہ علاقہ میں اتحادیوں نے ۵ لاکھ آدمیوں کو راشن بانٹا۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ بغداد کی ایک اطلاع سے ظاہر ہے کہ عراق گورنمنٹ نے اندرون ملک ایک کروڑ درہم کا قرضہ کا اعلان کیا ہے۔ جس کا سود دو فیصدی رکھا گیا ہے۔ یہ قرضہ ۳ روز کے اندر پورا ہو گیا۔

ایتھنز ۷ رجنوری۔ کل رات برطانوی فوج نے ایتھنز اور پیریوس کو مکمل طور پر باغیوں سے آزاد کرا لیا۔ شمالی حصہ میں چند باغی ہیں۔ ایک برطانوی دستہ شہر سے نکل کر الیفنیس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس دستہ کی کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ لڑائی شروع ہونے کے بعد پہلی دفعہ برٹش بورڈ آف ٹریڈ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ برطانیہ کی تجارت برآمد میں لڑائی کی وجہ سے ۷۰ فی صدی کمی ہوگئی ہے۔ مختلف ملکوں کے ساتھ الگ الگ تجارتی معاہدے۔ بڑی بڑی تجارتی فرموں کا الحاق نیز ایسے ہی دوسرے طریقوں سے برطانیہ کو امید ہے کہ وہ لڑائی سے پہلے تجارت کو بحال کر سکے گا۔ مگر ان طریقوں سے امریکہ کے ساتھ تصادم لازمی ہے

لنڈن ۷ رجنوری۔ ہاؤس آف کامنز میں مسٹر ایڈن وزیر خارجہ سے دریافت کیا گیا کہ جرمنی اور جاپان میں جو انگریز قید ہیں انہیں واپس لانے کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ جاپانی گورنمنٹ نے بیمار اور زخمی جنگی قیدیوں کو بھی رہا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

چنکنگ ۷ رجنوری۔ ایک چینی فوجی افسر نے انٹرویو کے دوران میں کہا کہ وسطی اور جنوبی چین میں تین لاکھ جاپانی فوجیں از سر نو منظم ہو رہی ہیں

حیدر آباد (دکن) ۷ رجنوری۔ خان بہادر اشفاق احمد شہزادی برار کی ہدایت پر ان کے باپ سلطان عبد المجید کی نعش کو لینے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز پیرس روانہ ہو گئے ہیں۔

ٹوکیو ۷ رجنوری۔ جاپانی نیوز ایجنسی نے خبر سنائی ہے کہ آئندہ مالی سال کے دوران میں ایک ارب ۷۰ کروڑ ین کے نئے ٹیکس لگائے جائیں گے۔

کانڈی ۷ رجنوری۔ ۳ رجنوری کی صبح ہماری فوجیں جزیرہ اکیاب میں اتر پڑیں ہماری فوج کا کوئی مقابلہ نہیں کیا گیا۔ جزیرہ پر ہمارا قبضہ مضبوط ہو گیا ہے۔

انقرہ ۷ رجنوری۔ ترکیہ کی مجلس کبیر ملی میں وزیر خارجہ نے یہ اعلان کیا کہ ترکیہ نے جاپان سے سفارتی تعلقات برطانیہ اور امریکہ کے اصرار پر منقطع کئے ہیں

نئی دہلی ۷ رجنوری۔ ہندوستانی فضائیہ میں لوگوں کی دلچسپی بڑھانے اور اس سروس کے شعبہ پرواز کے لئے زیادہ سے زیادہ رنگروٹوں کو کھینچنے کے لئے ہندوستانی فضائیہ کی ایک نمائشی پرواز کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جو بہت جلد ہندوستان کے دورہ پر روانہ ہو جائے گی۔

کلکتہ ۵ رجنوری۔ بنگال پراونشل مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے لئے مسٹر جناح کو صدر نامزد کیا۔

لاہور ۷ رجنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ پنشن کے مقصد کیلئے پنجاب اسمبلی سپیکر کے لئے جج ہائی کورٹ کا درجہ تسلیم کیا جائے گا۔ سر شہاب الدین کی عمر ۸۰ سال کی ہو چکی ہے۔ اور سپیکر شپ کے فرائض انجام دیتے ہوئے انہیں ۲۰ سال ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ جنرل میک آرتھر امریکی کمانڈر انچیف کے ستقر سے جولیٹی میں ایک تازہ اعلان جاری ہوا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ امریکنوں نے پران کیو ڈیوے جزیرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو نیوزون کے جنوب میں واقع ہے۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ جاپانیوں کو فلپائن کے سب سے بڑے جزیرے لوزان پر امریکی فوجوں کے اترنے کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ جاپانی ریڈیو نے خبر دی ہے کہ امریکی بیڑہ فلپائن کی خلیج میں داخل ہو گیا ہے۔ اور لوزان کے کنارے پر گولہ باری کر رہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اتحادی جنگی جہازوں کے قافلے دوسری جگہوں میں بھی چکر لگا رہے ہیں۔

واشنگٹن ۷ رجنوری۔ اعلان کیا گیا ہے کہ کیرولائن کے ماپو پیار میکن فوجیں اتر گئی ہیں۔ یہ مقام فلپائن سے ایک ہزار میل شمال کی جانب ہے آج فلپائن کے ان جزیروں پر بھی گولہ باری کی گئی جو جاپانیوں کے قبضہ میں ہیں۔ جزائر بورنیو اور سیلبیز کے ہوائی میدانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

کانڈی ۷ رجنوری۔ برما میں اراکان کے مورچے پر اتحادی فوجیں اور آگے بڑھ گئی ہیں کابو اور ریو کے علاقے میں دشمن سے سخت جھڑپیں ہوئیں۔ ستا کھام سے ۷ میل مغرب میں ایک شہر پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ یورپ کے مغربی مورچے پر امریکن فوجوں نے ایک سڑک کاٹ دی ہے جرمن اسی سڑک کے ذریعہ زیادہ تر اپنی فوجوں کے لئے رسد لاتے تھے۔ اس سڑک کے شمال میں ایک گاؤں پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ جرمن اپنے مورچے کے دونوں سروں پر سخت مقابلہ کر رہے ہیں موسم کی خرابی کی وجہ سے اتحادی ہوائی جہاز لڑائی میں حصہ نہیں لے سکے۔ جرمنوں نے السس کے علاقہ ڈیوا میں پہنچنے کی بہت کوشش کی۔ مگر امریکنوں نے ناکام بنا دیا۔

لنڈن ۷ رجنوری۔ اٹلی میں آٹھویں فوج کے کنیڈین دستے رونیا سے آٹھ میل شمال میں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے بارہ گھنٹے میں پانچ میل کا فاصلہ طے کیا۔ جرمن اس حملہ سے بدحواس ہو گئے۔ اور ان کے بڑے بڑے دستے گھر گئے۔ جنہیں ایک تنگ علاقہ میں دھکیل دیا گیا۔